سلسلہ تقاریر "تعارفِ الکتاب"

ڈاکٹر اسرار احمد

وَالْمُحْصَنٰتُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ج کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ ج

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ

مُسٰفِحِیْنَ ط فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

فَرِیْضَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِہٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ ط

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا○ (النسآء: ۲۴)

قرآن مجید کا پانچواں پارہ جو "والمحصنٰت" کے نام سے موسوم ہے، پورے کا پورا سورۃ النساء پر مشتمل ہے۔ یہ سورۃ مبارکہ ایک سو چھہتر (۱۷۶) آیات پر مشتمل ہے، جن میں سے تیئیس آیات سابقہ پارے یعنی چوتھے پارے میں آ چکی ہیں، ایک سو چوبیس آیات اس پارے میں شامل ہیں اور انتیس آیتیں چھٹے پارے میں شامل ہیں۔

اس سورۃ مبارکہ میں بھی دو سابقہ سورتوں یعنی سورۃ البقرہ اور سورہ آلِ عمران کی طرح اُمّتِ مسلمہ سے خطاب کیا گیا ہے اور اہلِ کتاب سے بھی۔ مزید برآں اس سورہ میں منافقین کے ساتھ بڑی تفصیل سے گفتگو ہوئی ہے۔ جہاں تک مسلمانوں سے خطاب کا تعلق ہے انہیں شریعت کے احکام کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ اس سورہ میں بالخصوص وہ احکام وارد ہوئے ہیں جو مسلمانوں

© rasailojaraid.com

کی گھریلو زندگی اور مسلمانوں کے عائلی نظام سے متعلق ہیں یعنی شادی بیاہ کے قوانین۔ اس کے علاوہ معاشرے کو فحاشی اور بدکاری سے پاک کرنے کے لیے ابتدائی احکام اور ہدایات بھی اس سورۂ مبارکہ میں وارد ہوئی ہیں۔ امتِ مسلمہ کے اصل فرضِ منصبی یعنی جہاد اور قتال فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ کے دین کے غلبہ اور شہادت علی الناس پر تفصیلی بحثیں سورۃ البقرہ اور آلِ عمران میں آ چکی ہیں۔ اس پارہ میں سورۃ النساء کا جو حصہ شامل ہے اس میں بھی مسلمانوں کو ان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ بالخصوص شہادت علی الناس کے ضمن میں ایک بڑی عجیب بات اس پارے میں وارد ہوئی ہے یعنی یہ کہ قیامت کے روز جب انسانوں کا محاسبہ ہو گا تو امتوں اور قوموں کے حساب سے قبل اللہ تعالیٰ ان کے نبیوں اور رسولوں کو کھڑا کرے گا، جو اس بات کی گواہی دیں گے کہ اے اللہ، تیرا جو پیغام بذریعہ وحی ہم تک پہنچا تھا وہ ہم نے بلا کم و کاست ان تک پہنچا دیا تھا۔ اب یہ اپنے اس طرزِ عمل کے خود جواب دہ ہیں۔ یہ شہادت علی الناس کا اُخروی مظہر ہے۔ وہی چیز جو سورۃ البقرہ میں بیان کی گئی تھی کہ

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ
وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ: ۱۴۳)

اسی کا یہ دوسرا رخ اس جگہ پر آیا کہ اسی شہادت کا ظہور قیامت میں بھی ہو گا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى
هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (النساء: ۴۱)

"وہ دن کیسا ہو گا (اور اس روز کیا ہو گا) کہ جب ہم ہر امت کے خلاف ایک گواہ کھڑا کریں گے اور آپ کو کھڑا کریں گے (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے خلاف گواہ بنا کر!"

اس آیت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہرہ میں ایک عجیب واقعہ وارد ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمائش کی کہ مجھے

© rasailojaraid.com

قرآن سناؤ! انہوں نے عرض کیا کہ حضورؐ آپ کو سناؤں! حالانکہ آپ ہی پر وہ نازل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں لیکن مجھے دوسروں سے سن کر کچھ اور ہی لطف حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی، جب وہ اس آیت پر پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حَسْبُكَ، حَسْبُكَ" بس کرو! بس کرو! حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ اب جو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ شہادتِ اُخروی کا وہ منظر جو ان آیات میں پیش کیا گیا ہے اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس درجہ شدید اثر ہوا۔

اس سورۂ مبارکہ میں دین کا جو اصل الاصول ہے یعنی توحید، اس کی طرف بھی توجہ دلائی گئی جو دو مرتبہ ان الفاظ میں:

© rasailojaraid.com

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

(النساء: ۴۸ و ۱۱۶)

"اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک برتا جائے (کسی کو اس کا ہمسر اور مدِّمقابل ٹھہرایا جائے)، اس کے سوا اس سے کمتر جو گناہ ہیں وہ جس کو چاہے گا معاف فرمائے گا۔"

اہلِ کتاب سے خطاب کے ضمن میں تقریباً وہی باتیں دوبارہ اجمالاً سامنے لائی گئی ہیں جو اس سے پہلے سورۃ البقرہ اور سورۂ آلِ عمران میں آچکی ہیں۔ اس سورۂ مبارکہ کا جو حصہ اس پانچویں پارے میں آیا ہے اس میں سب سے تفصیلی گفتگو منافقین کے ساتھ ہوئی ہے، اگرچہ ان کو بھی خطاب کیا گیا "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" ہی کے الفاظ سے، اس لیے کہ منافقین بھی بہرحال قانونی اعتبار سے، ظاہری اعتبار سے اُمتِ مسلمہ میں شامل ہیں۔ منافقین پر جو تین چیزیں سب سے زیادہ گراں گزر رہی تھیں ان کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا۔ پہلی چیز ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلّی اطاعت اور کامل متابعت۔ یہ چیز منافقین پر بڑی شاق تھی۔

© rasailojaraid.com

وہ یوں کہ وہ اس کے لیے تو تیار تھے کہ ان سے نمازیں پڑھوائی جائیں، روزے رکھوا لیے جائیں، لیکن زندگی ہر معاملے میں محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مطاع بنانا، انہیؐ کی اطاعت کو لازم جاننا، یہ ان پر بڑا گراں گزرتا تھا۔ فرمایا: اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء: ۵۹) "اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی"۔ پھر فرمایا:

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (النساء: ۶۵)

"(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ ہی کو حکم نہ بنائیں ہر معاملے میں کہ جو ان کے مابین اٹھ کھڑا ہو اور پھر آپؐ کے فیصلے کو تسلیم نہ کر لیں پورے انشراحِ صدر کے ساتھ پوری شانِ تسلیم و رضا کے ساتھ اس کیفیت کے ساتھ کہ ان کے دل میں اس فیصلے کے خلاف کوئی گھٹن موجود نہ ہو"۔

اس کے بعد دوسری چیز جو منافقین پر بہت گراں گزرتی تھی وہ جہاد اور قتال فی سبیل اللہ ہے یعنی اللہ کی راہ میں جان اور مال کا کھپانا۔ ظاہر بات ہے کہ یہ کام تو انہی کے لیے آسان ہو سکتا ہے جو اللہ پر پختہ یقین رکھتے ہوں۔ جن کے دلوں میں روگ ہو، زیغ ہو، جن کا یقین موجود نہ ہو، جو صرف زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہوں اور ان کے دل اس کی تصدیق سے خالی ہوں، ان کے لیے یہ بات کسی طرح بھی آسان نہ ہو سکتی تھی کہ وہ اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں کھپائیں۔ لہٰذا بڑی تفصیل کے ساتھ حکم دیا گیا کہ اللہ کی راہ میں قتال کرو۔ یہی ایمان کا تقاضا ہے اور درحقیقت یہی ایمان کا عملی ثبوت ہے۔ اس کے ساتھ تیسری چیز جو منافقین پر بڑی گراں گزر رہی تھی وہ ہجرت کا حکم تھا۔ یعنی اللہ کے لیے اور اس کے دین کے لیے اپنے وطن کو خیرباد کہنا، اپنے گھر والوں سے، کنبے والوں سے، رشتے داروں سے تعلق منقطع کر کے، آباء و اجداد کی سرزمین کو خیرباد کہہ کر دارالاسلام، مدینہ منورہ، جو اب اسلام کا مرکز بن چکا تھا، وہاں آ جانا۔ ان لوگوں کے لیے تو آ جانا آسان تھا جو یقین رکھتے تھے اللہ پر اور ایمان لائے تھے

© rasailojaraid.com

پورے صدقِ دل کے ساتھ، لیکن جن لوگوں کو وہ یقینِ کُلّی حاصل نہیں تھا ان کے لیے یہ چیز بڑی کٹھن تھی۔ لہٰذا فرمادیا گیا کہ تمہارے ایمان کا ثبوت یہی ہے۔ اور اگر تم اللہ کی راہ میں ہجرت نہیں کرتے تو جان لو کہ تم اللہ کی شدید عقوبت کا اپنے آپ کو سزاوار اور حق دار ٹھہراؤ گے۔

منافقین کے ذکر میں اس پارے کے آخر میں بڑی شدید وعید وارد ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگرچہ کفّار بھی بہت مغضوب ہیں، کھلے کافر اللہ کو انتہائی ناپسند ہیں، لیکن ان سے بھی کہیں بڑھ کر اللہ کو ناپسند ہیں منافقین کہ جنہوں نے لبادہ اسلام کا اوڑھا ہوا ہو، جو زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوں، جو زبان سے مدّعی ہوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے، لیکن جن کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ، اور اس کے دین سے اپنی جان اور مال کو زیادہ محبوب رکھتے ہوں، جن کے لیے جہاد اور قتال بہت بھاری ہو گیا ہو، جن کے لیے اپنے وطن کو خیرباد کہنا اللہ کے لیے، اس کے دین کے لیے، بہت مشکل ہو گیا ہو۔ چنانچہ فرمایا گیا: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ج (النساء: ۱۴۵) یعنی منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور ان کو کفّار سے بھی بڑھ کر شدید سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہلک مرض سے بچائے رکھے۔

وآخر دعوانا اَنِ الحمدُ للہِ ربِّ العالمین

بقیہ : حرف اول

قبل "Ethical Virtue in the Quranic Perspective" کے عنوان سے ایک مقالہ تحریر کیا تھا جو پاکستان کے ایک مؤقر جریدے میں شائع ہوا تھا۔ اس مقالے میں انہوں نے آیۃ البر کے حوالے سے انہی افکارِ قرآنی کو سمویا ہے جن سے آگاہی انہیں محترم ڈاکٹر صاحب کے درس قرآن کے ذریعے حاصل ہوئی تھی۔ تاہم ڈاکٹر ابصار احمد چونکہ فلسفے کے میدان کے آدمی ہیں لہٰذا ان کے مقالے میں وہ فلسفیانہ ٹچ (Touch) بھی موجود ہے جس کی ان سے بجا طور پر توقع تھی۔ چنانچہ اس طرح نہ صرف یہ کہ مضمون کی افادیت بڑھ گئی ہے بلکہ اس تناظر میں قرآن حکیم کی عظمت کا انکشاف بھی ایک بلند تر سطح پر ہوتا ہے۔ زیر نظر شمارے کے انگریزی سیکشن میں افادہ عام کی خاطر اسی مضمون کو شامل کیا گیا ہے۔ ○○

© rasailojaraid.